BY AIR MAIL

تلاشِ حق کا سفر

حصّہ دوم

تالیف وپیشکش
محمد رحمت اللہ خان
ایڈووکیٹ (بنگلور)

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ،وَ نَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَا لِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ،وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَ اَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ:

میں حق اور صحیح دین سیکھنے کی غرض سے دردر کی ٹھوکریں کھاتا رہا جبکہ میرے ہی رشتہ دار مولانا حافظ اکبر شریف صاحب جو تبلیغی جماعت کی مانی ہوئی ہستی ہیں اُن سے اپنے اشکالات دور کرانے کی غرض سے گزارش کرتا رہا لیکن اُن کے پاس وقت ہی نہیں تھا۔ پہلی چھٹی ۲۰۰۰ء ایسے ہی گزر گئی، میں نے یہاں آنے کے بعد اُنہیں ایک خط لکھا تھا جس کا عنوان میں نے ''تلاش حق کا سفر'' رکھا۔ وہ میرا پہلا خط تھا جو میں نے اپنی ناکام کوششوں کے بعد اپنے بھائیوں کے نام لکھا تھا۔

لیکن اُس کے بعد کوئی جواب نہیں آیا جب دوسری مرتبہ ۲۰۰۲ء کو چھٹی گیا اور اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں سے نماز کی ادائیگی اور دوسرے دینی اُمور پر بات ہوئی تو وہ ہمیشہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے اور کہتے کہ ہمیں اسی طرح کی تعلیم دی گئی ہے۔اُن بھائیوں میں سے دوچار نے کوشش کی تو مولانا نے اپنے مدرسہ میں ملنے کی اجازت دے دی۔ وہ مدرسہ ہمارے گھروں سے بہت دور ہے، جہاں پر میرے ساتھ جن بھائیوں اور اُن کے بچوں کو اشکالات تھے وہ شرکت نہیں کر سکتے تھے (خیر یہ اُن کی تبلیغ کا نرالا انداز ہے، گھر والوں اور رشتہ داروں ،اپنے محلے والوں کو چھوڑ کر دنیا بھر کے دور دراز علاقوں

میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ گویا اِن کا یہ عمل بھی نبی ﷺ کی سنّت سے ٹکراتا ہے)

آپ میں سے اکثر نے میرا وہ پہلا خط ''تلاشِ حق کا سفر'' پڑھا ہوگا اور اگر کسی نے نہ پڑھا ہو تو کسی ساتھی سے لے کر ضرور پڑھ لیں کیونکہ جن باتوں کا ذکر میں نے اُس خط میں کیا ہے اُن باتوں کا یہاں ذکر نہ کرونگا۔

میں نے مولانا سے گزارش کی کہ جہاں پر ہم رہ رہے ہیں وہاں پر آئیں تو اُنہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جن کو غرض ہے وہ آ جائینگے اگر تم کو کچھ پوچھنا ہے تو تم مدرسہ پر آ جاؤ۔ میں نے اُن کی ضد کو پوری کرتے ہوئے اُن کے مدرسہ پر ہی جا کر ملاقات کی۔ یہ رویّہ صرف مولانا کا ہی نہیں جماعت کے سارے داعی اِسی طرح سے کرتے آرہے ہیں۔ اگر سچائی جاننا ہو تو اِن کے اپنے رشتہ داروں اور اُن کے پڑوسیوں کے بچوں کو دیکھنے سے پتہ چلے گا۔ جہاں پر تعلیم و تربیّت اُن کی اوّلین ذمہ داری ہے جسے نظر انداز کر کے یہ غیر ملکوں کے دورے کرتے رہتے ہیں، اِس غرض سے کہ اُنہوں نے اپنوں کو نہیں غیروں کو سدھارنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ!

(یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ اِن داعیوں اور عالموں کی بنیادی تعلیم ہی غلط ہے۔ کیونکہ اِنکے سروں پر اندھی تقلید کا بھوت سوار ہے۔ اسی غرض سے یہ لوگ اَن پڑھ مسلمانوں کو پھنسا کر بیوقوف بنا رہے ہیں۔ اِن شاء اللہ اس کا ''اجر'' اِنکو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی دیگا اور آخرت میں بھی)

میں نے اپنے اس موضوع کو سمیٹنے کے لئیے بہت ہی مختصر الفاظ میں ہر عنوان کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ ہر عنوان پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی لکھی جا چکی ہیں۔ بالخصوص دو ایک برس سے عالمِ اسلام کے اس خطّے (برّصغیر) میں اِن عالموں نے ہنگامہ مچا رکھا ہے جیسے اِنکے سروں پر آسمان ٹوٹ پڑا ہو۔ ہر بڑے شہر میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ جہاں پر جھوٹ کے پلندے باندھے

جاتے ہیں۔اور حاضرین کو متاثر کرنے کے لئے رگر رگرا کر روتے ہیں۔اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ اللہ پاک نے اِن کے دل ودماغ پر مہر لگادی ہے۔اور اِنکا رونا یہیں (اس دنیا) سے شروع ہوگیا ہے اگر اب بھی وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں اور اللہ پاک سے معافی نہ چاہیں تو آخرت میں بھی یہ اسی طرح نفسانفسی کے عالم میں ہر جگہ روتے پھریں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے اگر انہوں نے یہ رونا دھونا خلوص دل سے کیا تو غفور الرحیم انہیں معاف کردے اور توبہ قبول فرمالے، کیونکہ اُس کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں''

توسب کے لئے عمومی ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ:

﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾

''اللہ کی طرف توبہ نصوح کرو''

کے تحت توبہ سچی اور دائمی ہو نہ کہ عارضی ہو۔

میری اللہ پاک سے یہی دعاء ہے کہ اُمت کو گمراہ کرنے والے اِن عالموں اور داعیوں کو توبہ کی ہدایت دے اور دین کے صحیح علم سے اِن کی راہنمائی فرمائے۔آمین

محمد رحمت اللہ خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلاش حق کا سفر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ: ارشادِ الٰہی ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾

(سورۃ البقرہ:۲۰۸)

"ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابع داری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾

(سورۃ تحریم:٦)

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں۔ جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ کے معروف خطبۂ مسنونہ میں ہے:

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

(صحیح بخاری ومسلم)

''بے شک سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور راستوں میں سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے، اور بدترین باتیں دین میں نئی نکلی ہوئی باتیں ہیں اور (دین میں) ہر نئی نکلی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے''

محترم بھائیو!

سابق میں میں نے قرآن میں نازل اللہ پاک کے پیغام کی دو آیتوں کو اُنکے ترجمہ کے ساتھ لکھدیا ہے جو سورج کی روشنی کی طرح صاف ہیں اور نبی صلعم کے خطبۂ مسنونہ کے چند کلمات بھی ترجمہ سمیت ذکر کردیئے ہیں۔

چھٹیوں سے آنے کے بعد میں آپ لوگوں سے فون پر بھی بات کرتا رہا۔ اور ہر آئے دن قرآن کے پیغام کی کوئی نہ کوئی آیت نظر سے گزرتی ہے تو میں بے چین ہو جاتا ہوں۔ اِس لئے کہ اوپر لکھی گئی دوسری آیت میں اللہ پاک نے میرے اُوپر بھی ایک ذمہ داری ڈال دی ہے تو میں مجبور ہو کر آپ کو دوسرا خط لکھ رہا ہوں۔

اِن آیات کو غور سے پڑھیں۔ مجھے یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ میں گھر چھوڑ کر دوسروں کو جنّت کی راہ دکھاؤں اور خود جہنمی بنوں۔ ہمیں پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کو کہا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گھر والوں کو اور اپنے خاندان کے

لوگوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیئے نہ کہ میں اپنوں کو چھوڑ صرف امریکہ اور آفریقہ کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے جاؤں۔

اس لیئے آپ سب سے میری گزارش ہے کہ اپنے دل ودماغ کو صاف کرلیں، اپنی آنکھوں سے تعصب کے چشمے کو اتار کر اللہ پاک سے صراطِ مستقیم کی دعاء کرتے ہوئے اس خط کو بار بار پڑھیں تو میں اللہ پاک سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ضرور راہِ ہدایت پر گامزن کردے گا اِن شآء اللہ، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورۃ عنکبوت: ٦٩)

''اور جو میرے راستے میں جدّ وجہد کرتے ہیں، تو پھر میں انھیں راستے دکھادیتا ہوں۔''

اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں بھی سیدھے راستے پر ڈال دے۔ آمین

میں دوسری چھٹی کے دوران جن جن لوگوں سے ملا اور جن مسائل سے دوچار ہوا اب میں ان چیزوں کو آپ کے سامنے رکھنے جا رہا ہوں۔ زیرِ نظر اوراق کو آپ میرے پہلے خط ''تلاشِ حق کا سفر'' کی دوسری کڑی یا قسط سمجھیں۔ اس مرتبہ پھر جب میں بھائیوں سے ملتا، مساجد کو جاتا تو اُن کی حرکات اور عبادات (جو خرافات سے بھری ہوئی ہیں) دیکھ کر میں خاموش نہیں رہ سکا اور ہر دن دو چار گھنٹے اسی میں نکل جاتے تھے۔ جب بھائیوں کے پاس میرے سوالوں کے جواب نہ ہوتے تو کہتے کہ کیوں نہ ہم مولانا سے بات کریں جس کے لیئے میں ہمیشہ رضامندی کا اظہار کرتا جس کی وجہ سے دو چار بھائیوں نے مولانا کو منالیا اور وہ مجھ سے بات کرنے کو تیار ہو گئے۔ ہماری رہائشوں کے قریب نہیں بلکہ انکے مدرسہ میں، جو ہمارے گھروں سے بہت دور واقع ہے۔ یہ حرکت انھوں نے اس لئے کی کہ وہ میرے ساتھ دوسرے بھائیوں اور انکے بچوں سے

بچنا چاہتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مدرسہ اور دوسرے مدرسے کے اساتذہ کو اپنے ساتھ رکھنا اُن کا مقصود تھا۔ بہرحال اُن کی شرط کو منظور کرتے ہوئے میں پہنچ گیا۔

مولانا اپنے بچپن سے مجھے جانتے ہیں اور میری دینی اور دنیوی تعلیم سے بھی واقف ہیں، اسکے باوجود جب میں مدرسہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں صرف انکے مدرسہ کے مدرسین ہی نہیں بلکہ دوسرے مدرسوں سے بھی مفسّرین اور محدِّثین کو اِکٹھا کیئے ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مولانا کو اپنے آپ پر بھروسہ نہیں تھا۔ اُن کو پتہ تھا وہ میرے سوالوں کے جواب دے نہیں پائیںگے۔ اس لیئے دوسروں پر بھروسہ کر کے انھیں بلا لیا تھا۔ میرے بھائی آپ دیکھ چکے ہیں اور اُس دن کے انجام سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ سارے مفسّرین و محدِّثین مل کے بھی میرے کسی سوال کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دینے میں ناکام رہے۔ میرے چند سوالات یہ تھے:

۱۔ مولانا کو یاد دلانے کے لیئے میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ نے عَبَسَ وَتَوَلّٰی پڑھا ہے۔ صرف اس یاددھانی کے لیئے کہ اُس آیت کا نزول کیوں ہوا تھا؟ جب اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کو اس طرح سے آگاہ کرتا ہے تو کیا مولانا جیسے عالموں کو وہ بخش دے گا۔ جو لوگ اُن کے پاس آرہے ہیں دین سیکھنے کے لیئے اُن کو نظرانداز کر کے یہ دنیا بھر میں گھومتے پھر رہے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے پھرتے ہیں۔ اُس وقت وہ خاموش ہو گیئے اِس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۲۔ میری پہلی گفتگو میں انہوں نے اپنے ایک ''بزرگ'' جنھوں نے ایک رات میں دو ہزار (۲۰۰۰) رکعت نماز پڑھی تھی۔ اِس واقعہ اور معراج النبی ﷺ کو ایک ہی قرار دیا تھا۔ کہا تھا کہ اگر تم معراج کو مانتے ہو تو اِس بزرگ کے دو ہزار رکعت نماز پڑھنے کو بھی ماننا ہوگا۔ یہ کتنی بڑی حماقت کی بات ہے کہ معراج کا سفر اللہ پاک کی مرضی اور اسکی دعوت پر جبرائیل علیہ السلام نے کروایا۔ جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآن میں کیا ہے۔ یہ

دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟
اس مرتبہ میں نے اُن سے پھر دریافت کیا، کیا وہ اپنے جواب پر ابھی اٹل ہیں؟ انھوں نے مجھ سے سوال کیا تمہارا مسلک کیا ہے، بتایئے؟ اور کہا کہ اہلِ حدیث اجتہاد کو نہیں مانتے اِس لیئے انکے پاس اس کا حل نہیں ہے۔ پھر انھوں نے وہ حدیث سنائی:

((عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ بَعَثَہٗ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ لَہٗ، کَیْفَ تَقْضِیْ إِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ؟ قَالَ أَقْضِیْ بِمَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ: فَإِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ؟ قَالَ: بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: فَإِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: أَجْتَہِدُ رَأْیِیْ لَا آلُوْ، قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَدْرَہٗ وَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لِمَا یُرْضِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ))

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے انھیں (حاکم بنا کر) یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: معاذ! تمہارے سامنے جب مقدمات پیش کیئے جائینگے تو تم اُن کا فیصلہ کیسے کروگے؟'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کی کتاب کے مطابق۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اگر وہ بات اللہ کی کتاب میں نہ ہوئی؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: تو پھر سنّتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اگر سنّتِ رسول صلعم میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اور کوئی کسر نہیں اُٹھا

رکھونگا۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انکے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تمام تعریفیں اُس ذات کے لیئے ہیں جس نے رسولُ اللہ صلعم کے قاصد کو یہ توفیق عطاء فرمائی جس سے اللہ کے رسول ﷺ بھی راضی ہوئے۔''

وضاحت: یہ حدیث ضعیف (منکر) ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ از علاّمہ البانی، جلد دوم، حدیث نمبر:۸۸۱

یہ ضعیف حدیث علماءِ احناف میں اتنی مشہور ہے کہ ہر عالم کسی نہ کسی بہانے اِسے بیان کر دیتا ہے۔ بنگلور کی آئمہ اربعہ کانفرنس میں سارے مقررین نے اسے بیان کیا ہے اور ایک سال بعد مولانا نے ہمارے سامنے بھی اسی کا سہارا لیا۔ جب میں نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم ضعیف حدیثوں کو بھی مانتے ہیں کیونکہ چار چھ ضعیف حدیثیں مل کر ایک صحیح حدیث کے برابر بن جاتی ہیں۔ ایسے عقل کے گھوڑے دوڑانے والوں سے کیا کوئی علمی بحث کر سکتا ہے؟ آپ خود فیصلہ کرلیں۔ اور پھر بقول انہی کے یہ بات مان بھی لی جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں اجتہاد کا مسئلہ ہی نہیں ہے کیونکہ اجتہاد تو وہاں کیا جاتا ہے جہاں کسی معاملہ میں قرآنی نص یا احادیث موجود نہ ہوں اور نہ ہی عمل صحابہ رضی اللہ عنہم ہو۔

اور یہ بات اِس حدیث میں بھی واضح کی گئی ہے اور پھر یہاں کسی مسئلہ کا حل تو نکالنا مقصود نہیں بلکہ یہاں تو صرف یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ایک رات میں دو ہزار رکعتوں کی ادائیگی نبی ﷺ یا انکے بعد ہمارے اسلاف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر صریحاً بدعت ہے وہ بھی اِس صورت میں کہ مان لیا جائے کہ دو ہزار رکعتیں ادا کی جا سکتی ہیں، حالانکہ یہاں شرعاً اور عقلاً دونوں لحاظ سے یہ بات ناقابلِ یقین ہے۔ اور منوانے کے لیئے اس کے ساتھ معراج کی مثال دینا گویا کہ اپنے بزرگ کو نبی ﷺ کے

درجہ کی برابری دینے کی مذموم کوشش کی گئی ہے، جو کہ کفر کے زینے کہ پہلی سیڑھی ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ اِس بات کا اجتہاد کے مسئلہ سے کوئی تعلّق نہیں بنتا اور اگر اجتہاد کا مسئلہ ثابت کرنا ہی مقصود ہوتو اسکے لیئے کتبِ احادیث میں کئی صحیح احادیث موجود ہیں پھر اِس کمزور سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ خود مولانا صاحب کی اپنی بات ہی تردید کرتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث اجتہاد کو نہیں مانتے۔ حالانکہ ان (مولانا) اور اہل حدیث کے درمیان یہی چیز تو فرق کرتی ہے کہ اہل حدیث آج بھی اجتہاد کے قائل ہیں جبکہ وہ اور انکا گروہ اجتہاد کا منکر اور تقلید کا دلدادہ ہے۔ اللہ انہیں سوچنے سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

۳۔ **فجر کی دو سنتیں:** ایک دن میں اور بھائی ممتاز صاحب نمازِ فجر کیلیئے ایک ہی وقت مسجد کے دروازے پر پہنچے، اُس وقت اقامت ہو رہی تھی۔ میں جا کر جماعت میں شامل ہو گیا اور وہ حسبِ معمول دیوار کے پیچھے کھڑے دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ نماز کے بعد میں نے بھائی صاحب کو صحیح حدیثوں کی روشنی میں فجر کی دو سنتوں کے بارے میں سمجھایا تو وہ کہنے لگے: ہمیں تو اسی طرح تاکید کی گئی ہے۔ تو پھر بات مولانا پر آئی۔ یہاں پر ایک مثال اچھی لگتی ہے:

"اندھوں میں کانا راجہ"

جس دن ہم لوگ انکے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے یہی سوال کیا کہ انکا یہ عمل درست ہے یا نبی ﷺ کی وہ حدیث "جس وقت جس نماز کی اقامت ہو سوائے اسکے دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی۔"؟ مولانا نے کہا کہ اور بھی ایک حدیث ہے وہ یہ کہ "اگر گھوڑے تجھے روند بھی ڈالیں تو فجر کی سنت نماز پڑھ لیا کرو۔" میں نے مزید

بتایا: اس میں کوئی شک نہیں فجر کی سنّت کے بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کا خود عمل مبارک ہے کہ جب آپ ﷺ سفر میں ہوتے، اُس وقت قصر نماز ادا کرتے، ساتھ ہی فجر کی سنت بھی پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور ساتھ ہی میں نے وہ دو حدیثیں بیان کیں جو یہ ہیں:

((عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صَلٰوةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ، فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) (صحيح۔رواه أبوداؤد)

"حضرت قیس بن عَمرو کہتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "صبح کی نماز دو رکعت ہے"۔ اُس آدمی نے جواب دیا: "میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں، لہٰذا اب پڑھی ہیں"۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے (یعنی اس کی اجازت دے دی)

__وضاحت:__ سنت یا حدیث کی تینوں قسمیں ایک ہی درجہ کی ہیں اور شریعت میں حجّت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور وہ تین اقسام یہ ہیں: (۱) سنّتِ قولی (۲) سنّتِ فعلی (۳) سنّتِ تقریری۔ اُوپر لکھی ہوئی حدیث سنّتِ تقریری ہے، یعنی جس عمل پر نبی ﷺ نے خاموشی فرمائی اور پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا زبانی ارشادِ مبارک سنّتِ قولی کہلاتا ہے اور آپ ﷺ کے عمل مبارک کو سنّتِ فعلی کہتے ہیں۔ اور ارشادِ نبوی ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ)) (مستدرك حاكم)

ان دو حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فجر کی اقامت ہو جانے کے بعد اگر کوئی مسجد میں داخل ہو تو اُسے چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو کر فرض ادا کر لے اور بعد میں سنّت نماز ادا کر لے۔ اِس بات پر مولانا آگ بگولا ہو گئے اور کہنے لگے کہ بتاؤ یہ حدیثیں کہاں ہیں؟ ہمارے پاس کتبِ صحاح ستہ رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے انھیں بتانے کا وعدہ کیا۔ اتنے میں انکے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک محدّث نے بتا دیا کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں۔ تو مولانا نے پلٹا کھایا اور کہا کہ رحمت اللہ صاحب جو کہہ رہے ہیں وہ بھی صحیح ہے اور ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بھی صحیح ہے۔ اِس ایک عمل سے وہاں پر بیٹھے آدمیوں کو پتہ چل گیا تھا کہ حدیث کے استاذ کو حدیث کے علم پر کتنا عبور حاصل ہے؟ جب ہر مسئلہ پر یہ لاجواب ہونے لگے تو سارے علماء بضد رہے کہ میں اپنا مسلک بتاؤں۔ میں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور نبی ﷺ کی اس حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔ جس میں آپ صلعم نے فرمایا ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ))

''تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک انکو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنّت۔''

میرا عمل آپ ﷺ کے اِس قول پر ہے، آپ مجھے جس نام سے پکارنا چاہتے ہیں پکار لیں۔ تو فوراً مولانا کی زبان سے نکل پڑا: ''یہ چوں چوں کا مربہ ہیں۔'' ایک موحّد کو یہ لوگ اس طرح پکارتے ہیں۔ اِس پر بھی میں خاموش رہا کیونکہ میں جانتا

تھا، کسی نہ کسی طرح وہ میرے جذبات سے کھیلنا چاہتے تھے۔ اُن میں سے دوسرے ایک مولانا نے مجھے سلفی پکارا۔

لیکن یہ خود کیا ہیں؟ انہی کے ایک بہت بڑے عالم مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے الفاظ میں پڑھیئے:

''جاننا چاہیئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلّد ہیں، مقتدائے خلف حضرت امام الہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول اور اعتقادات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقش بندیہ اور طریقۂ ذکریہ مشائخِ چشت اور سلسلۂ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (المھند علی المفند یعنی عقائد علماءِ اہل سنّت دیوبند، ص ۲۹، ۳۰)

اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ مجھ جیسے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ماننے والے کو یہ چوں چوں کا مربہ کہہ کر پکار رہے ہیں تو اُوپر لکھی ہوئی تعریف میں انکو کس نام سے پکارا جائے۔

اگر اللہ کے فرمان کے تحت اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ. پر عمل کرنے کو وہ چوں چوں کا مربہ سمجھتے ہیں تو مجھے منظور ہے۔ میں انکے پاس سوالی بن کر اپنے اشکالات کے جواب طلب کرنے گیا تھا۔ لیکن وہاں پر بیٹھے دس سے زیادہ علماء مجھ سے سوالات کرنے لگ گئے تھے۔ اور کئی فرضی نام لے کر کہ اہلِ حدیث اس طرح کہتے ہیں اور اس طرح لکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اس لیئے کر رہے تھے کہ وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرنا اُنکا مقصد تھا۔

لیکن اُن کی لاعلمی پر افسوس ہو رہا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم لوگ تو

چار مشہور مسالک کے آئمہ کے اقوال بھی قرآن وحدیث سے ٹکرا رہے ہوں تو ہم انہیں نہیں مانتے۔ ایسی صورت میں کوئی اہلِ حدیث ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی بات ایسی کہہ دے یا لکھ دے جو قرآن اور حدیث سے ٹکرا رہی ہو تو وہ سب ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتی ہے۔ جبکہ دراصل یہ ساری باتیں اُنکی اپنی دماغی کھچڑی ہے جسے بیان کرتے اور خوش ہوتے رہتے ہیں۔

بدعت کی تعریف:

دورانِ گفتگو جب میں نے بدعت کی تعریف نبی ﷺ کی اُس حدیث کی روشنی میں کی جسمیں نبی صلعم کا ارشاد ہے:

((كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) (صحیح بخاری ومسلم)

یعنی ہر وہ عمل بدعت کہلائے گا جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے، لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو، یعنی نہ تو رسول اکرم ﷺ نے خود وہ عمل کیا ہو نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی ہو۔ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود و ناقابلِ قبول ہے۔

اِس حدیث پر اور اس کی تعریف پر بھی سارے ہنس رہے تھے اور مذاق اڑا رہے تھے۔ یہ لوگ جمعہ کے خطبے میں رسمی طور پر اس حدیث کی تلاوت تو کر دیتے ہیں لیکن اس کا مفہوم کسی کو نہیں بتاتے اُس دن سامنے بیٹھے ہوئے زیادہ تر اَن پڑھ لوگ تھے، اُنکو اپنے برتاؤ سے یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ جو حدیث میں نے پڑھی اور بدعت کی تعریف کی وہ غلط ہے۔ لیکن اللہ پاک تو جانتا ہے۔ اِن شاء اللہ یہ سارے قیامت کے دن اپنے برتاؤ اور ہنسی مذاق کا ضرور حساب دینگے۔

چلتے چلتے ہم یہاں کتاب اللہ کی آیات اور شریعت کے بیان پر ہنسنے اور طنز کرنے والوں کے بارے میں ایک آیت پیش کرتے ہیں۔گوکہ بات شائد کڑوی لگے،مگر قرآن کی زبان میں شائد یہ لوگ سن کر لرز اٹھیں اور اللہ کی طرف رجوع کرلیں، کیونکہ اللہ نے ایمان والوں کی نشانی بتائی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال:٢)

''ایمان والے تو وہ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل دہل جاتے ہیں اور جب آیات پڑھی جائیں تو اُن کے ایمان بڑھ جاتے ہیں اور یہ صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ و توکل کرتے ہیں۔''

لہٰذا اللہ کے احکام اور نبی ﷺ کی احادیث کا مذاق اُڑانا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ اور اللہ کی غیرت نے بھی گوارا نہیں کیا کہ اگر کہیں مذاق اُڑایا جائے تو وہاں ٹھہرا بھی جائے اور پھر ایسے لوگوں کا انجام بھی بتا کر انہیں تنبیہہ کردی۔چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا﴾ (سورۃ نسآء:١٤٠)

''اور اللہ تمہارے پاس اپنی کتاب میں حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق

اُڑاتے ہوئے سنو تو اُس مجمع میں اُن کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اُس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اِس وقت اُنہی جیسے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ بذریعہ توبہ اپنے آپ کو منافقین کی صفوں میں شامل ہونے سے بچا لیا جائے اور یہاں یہ کہہ کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی کہ ہم نے تو حدیث کی بات کی ہے۔ قرآنی آیات سے انکار اور تمسخر تو نہیں کیا، تو اِس کی تفصیل میں جا کر اِس تحریر کو طوالت میں ڈالنے کی بجائے ہم صرف حوالہ جات دیدیتے ہیں آپ خود اِن آیات کا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔ (آل عمران: ۳۱۔۳۲، النسآء: ۶۴۔۶۵، الاحزاب: ۷۰۔۷۱، الحدید: ۲۸، الصّف: ۱۰۔۱۱)

اللہ ہدایت دے اور سوچنے سمجھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

۳۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء کا مسئلہ:

میں نے اُن سے سوال کیا کہ کیا فرض نماز کے بعد نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار ضروری ہیں یا اجتماعی دعاء؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہماری مسجد اور ہمارے مدرسہ میں فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء نہیں ہوتی۔ اور یہ بات سچ بھی ہے۔ لیکن سوال صرف اُن کی ایک مسجد یا ایک مدرسہ کا نہیں۔ سوال اُن ساری مساجد کا ہے جو اُن کے قبضے میں ہیں جہاں انھوں نے قرآن کو طاق میں رکھ کر نصاب کو ہر ایک مسجد کے ممبر کی زینت بنا رکھا ہے۔ وہاں پر اجتماعی دعاء پر اتنا زور کیوں؟ یہاں تک کہ یہ دعاء نماز کا ایک حصّہ بن چکی ہے۔ اِس بدعت کو ختم کرنے میں یہ پہل کیوں نہیں کرتے؟ اِس کا اُن کا پاس کوئی جواب نہیں۔

۴۔ نمازِ جمعہ کے تین خطبے:

اس بارے میں اُن سے سوال کیا گیا تو کہنے لگے کہ یہ نبی ﷺ کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔ اِس بات میں کتنی سچّائی ہے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ صرف چند برسوں پہلے یہ بدعت ہماری آنکھوں کے سامنے منظرِ عام پر آئی، جو اِن کی مخصوص مسجدوں میں رائج ہے۔ اور چند مسجدیں جو انہی کے قبضے میں ہیں وہاں پر آج بھی دو ہی خطبے ہو رہے ہیں۔ جیسے دہلی کی جامع
مسجد اور ہمارے ہی شہر کی بہت ساری مسجدیں جیسے ایک مسجد جو اِن کی مسجد کی بغل میں ہے اور وہاں پر بھی انہی کے ایک زبردست امام مولانا حنیف افسر صاحب خطیب ہیں، جن کے دو خطبے سننے کا اتفاق ہوا تھا، اُس وقت انھوں نے صرف دو ہی خطبے دیئے تھے۔ میں نے جب یہ حوالہ دیا تو کہنے لگے کہ ہم حنیف صاحب کو نہیں مانتے، اگر وہ دو خطبے دے رہے ہیں تو کیوں دے رہے ہیں اُن سے ہی پوچھ لیں۔ جب اُن کے پاس کوئی دلیل وثبوت نہیں ہوتا تو اِسی طرح سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دورانِ گفتگو وہ خود چند لمحات کے بعد کوئی نہ کوئی مسئلہ اُٹھا لیتے تھے تاکہ وہاں موجود لوگوں کو گمراہ کرسکیں اور انھیں اُلجھا کر رکھ دیں۔ اپنے آپ انہوں نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ چھیڑ دیا اور بعد میں صف بندی کے بارے میں، جس کی نبی ﷺ ہر نماز میں تاکید کیا کرتے تھے اور جب تک صف سیدھی نہیں ہو جاتی وہ نماز کے لئے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ ایسے تاکیدی عمل کا وہاں جمع ہوئے اماموں اور خطیبوں نے ایسا بیہودہ مذاق اُڑایا کہ میرا دل کانپ اُٹھا۔ لیکن وہ لوگ بدستور اِس سنّت کا مذاق اُڑاتے رہے اور بچوں جیسی حرکتیں کر کے دکھاتے رہے، نہ انھیں اللہ کا خوف تھا اور نہ آخرت کی فکر، پتہ نہیں وہ کیا منہ لیکر نبی ﷺ کے سامنے جائیں گے۔

علمائے دیوبند واحناف کا آج کل ایک اہم مشغلہ ہے، اہلِ حدیث کو بُرا بھلا کہنا اور اُن پر بے جا الزامات لگانا، صرف اس غرض سے کہ سامنے بیٹھے ہوئے بھولے بھالے مسلمانوں کو متاثر کر کے اُن کو اپنے چُنگل میں پھنسائے رکھ سکیں لیکن اُن کی لاعلمی کے کیا کہنے۔ انہی کے بہت بڑے بزرگ و پیرانِ پیر" غوث الاعظم اور دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ" اپنی کتاب غنیۃ الطالبین، ص۱۳۲ پر لکھتے ہیں کہ "اہلِ بدعت کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہلِ اثر یعنی اہلِ حدیث کے حق میں طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اہلِ سنّت کا ایک ہی نام ہے، اصحاب الحدیث یعنی اہلِ حدیث۔"

صرف اتنا ہی نہیں علماء احناف ہمیشہ اپنے ہر خطبے میں اور ہر محفل میں یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی بھی اہل حدیث سے مناظرہ کرنے کے لیئے تیار ہیں اور یہی بات اب شاہ ولی اللہ کے مدرسہ میں بھی ہوئی۔ مولانا کلیم اللہ صاحب امام جامع مسجد نیل سندر نے سینہ ٹھوک کر کہا کہ میں اکیلا سارے ہندوستان کے علماء اہلِ حدیث کے لیئے کافی ہوں۔ اگر مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ اُسی وقت میں نے اُن کے اِس چیلنج کو قبول کر لیا تھا جو ریکارڈ بھی ہو چکا ہے۔ لیکن اُس کے بعد اُن سے اُن کی طرف سے کوئی جواب بھی نہیں ملا۔ میں لگاتار پیغام بھیجتا رہا کہ اگر وہ تیار ہو گئے تو ایسی صورت میں کہیں نہ کہیں اِن عالموں کو اکٹھا کیا جائے اور ایک علمی بحث رکھی جائے جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ لیکن اُن علماء کی یہ پرانی چال ہے۔ مولانا سلمان ندوی صاحب جب سعودی عرب کے شہر جبیل میں آئے ہوئے تھے تو اُسی وقت بھٹکلی برادران نے اپنے مخلصانہ انداز میں انھیں اور ایک اہل حدیث عالم کو کھانے پر بلایا تو ندوی صاحب نے اہلِ حدیث عالم کے ساتھ کھانے کے ٹیبل پر آنے سے انکار کر دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ مناظرے کے لیئے کب تیار ہونگے؟

اگر اِن عالموں میں سچائی ہے اور وہ اُمت کو یکجا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اِن سب کو ایک پلاٹ فارم پر آنا ہوگا۔ میرا یہ خط جو بھی پڑھے اور احناف کے کسی بھی عالم کو مناظرے کے لیئے تیار کرلے تو مجھ سے رابطہ کریں، اِن شآء اللہ میں اس کی پوری ذمہ داری لیتا ہوں اور اہلِ حدیث عالم کو لانے کا وعدہ بھی کرتا ہوں۔

۴۔ اتباعِ سنّت

دینِ اسلام کا اولین اور بنیادی رکن عقیدۂ توحید اور اُتباعِ سنت ہے، لیکن آج کا مسلمان اُتباعِ سنّت کو بالائے طاق رکھ کر تقلیدِ آئمہ کے نعرے بلند کرتا پھر رہا ہے۔ یہ اَن پڑھ اور جاہل مسلمان ہی نہیں، بلکہ چوٹی کے جامعات اور مدارس سے سند حاصل کرنے کے بعد ایک عالم کو بھی جب اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا تو وہ تقلید کے نعرے لگاتے ہوئے، اُتباعِ سنّت کا گلا گھونٹ کر سمجھ رہا ہے کہ ایک روشن مستقبل کی ڈگر پر چل پڑا ہے۔ جبکہ دین کے معاملہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کی اطاعت کرنا فرض ہے، لہٰذا آیئے میں آپ کو اللہ پاک کا فیصلہ سناتا ہوں اور کسی بھی تقلیدی مائی کے لال میں یہ ہمت نہیں کہ اِن قرآنی فیصلوں کو جھٹلا سکے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (سورۃ نسآء: ۸۰)

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰىo﴾

(سورۃ النجم: ۳)

''محمد (ﷺ) اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وحی جو اُن پر نازل کی جاتی ہے اُس کے مطابق بات کرتے ہیں۔''

﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾

(سورۃ الانعام:۲۸)

''اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو تمام بنی نوعِ انسان کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال:۲۰)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور بات سن لینے کے بعد اُس سے منہ نہ موڑو۔''

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(سورۃ آل عمران:۱۳۲)

''اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (سورۃ النسآء:۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی بھی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اُسے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف پلٹا دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریقہ ہے اور ثواب کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔''

وضاحت: اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹانے لوٹانے کا مطلب قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا ہے اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹانے کا مطلب آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تو آپ ﷺ کی ذات مقدّس تھی، لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد اِس سے مراد آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ اور احادیثِ مبارکہ ہیں۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ النسآء:٦٥)

''(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم، لوگ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے (تمام) باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو بھی فیصلہ آپ کر دیں اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کر لیں۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَالَكُمْ﴾ (سورۃ محمد:۳۳)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

﴿وَمَآ آتٰىكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (سورۃ الحشر:۷)

''جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دیں اُس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞﴾

(سورة آل عمران:۳۱)

''(اے نبی ﷺ!) ان سے کہہ دیں کہ اگر تم (حقیقت میں) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف کرے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔''

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا ۞﴾ (سورة النسآء:٦٩)

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرینگے وہ (قیامت کے) دن اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ، ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔''

زیادہ ثواب حاصل کرنے کے ارادے سے سنّتِ رسول ﷺ کو ناکافی سمجھ کر غیر مسنون طریقوں پر محنت و مشقت کرنا، آپ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ وہی عمل قابلِ ثواب ہے جو سنّتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ سنّت کا علم ہو جانے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے والے لوگوں کو نافرمان کہا گیا ہے اور ساتھ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ تمہارے اعمال چاہئے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں لیکن جن پر نبی ﷺ کی مہر نہ ہوگی وہ تمہارے منہ پر مار دئے جائینگے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ رمضان میں فتح مکّہ والے سال مکہ کے لیئے نکلے، جب کراع غمیم (جگہ کا نام) مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ اور

صحابہ رضی اللہ عنہم سب روزہ سے تھے (دورانِ سفر) آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اُونچا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے اُس پیالے کو دیکھ لیا پھر آپ ﷺ نے پی لیا۔ بعد میں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ اِس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں" (صحیح مسلم)

یہاں اطاعت کا حقیقی مفہوم سمجھنے کے لیئے ہم سورۃ نساء کی آیت نمبر ۶۵ کو دوبارہ پیش کر کے اِس کا شانِ نزول بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ نسآء:٦٥)

"(اے نبی) آپ کے رب کی قسم لوگ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے، جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کردیں اُس پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کردیں۔"

اِس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے پھوپی زاد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی سے کھیت کو سیراب کرنے والے پانی پر جھگڑا ہوگیا، فیصلہ کے لیئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ تمام واقعہ سن کر نبی ﷺ نے جو فیصلہ دیا وہ حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ اِس پر دوسرا شخص بول اُٹھا کہ یہ چونکہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں لہٰذا آپ نے فیصلہ جان بوجھ کر (انصاف کے تقاضوں کے خلاف) اُنکے حق میں دیا ہے۔ لہٰذا اِس پر اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

لہٰذا آج کے اُن علماءِ دین کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو دیدہ دلیری سے نبی ﷺ

کے ہر فرمان کو تقلید کے جھنڈے تلے دفن کرتے ہوئے آگے نکلے چلے جا رہے ہیں، نہ آخرت کی فکر ہے اور نہ اللہ کو منہ دکھانے کی۔ جبکہ نبی ﷺ نے اطاعت کرنے والوں کے بارے میں کیا خوشخبری دی ہے؟ ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃِ)) (رواہ البخاری)

''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

یاد رہے کہ اطاعتِ رسول صلعم قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ کے بارے میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بڑی اہم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمت کے سب لوگ جنت میں جائینگے سوائے اُس شخص کے جس نے انکار کیا'' صحابہ نے دریافت کیا کہ جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ اس پر نبی صلعم نے فرمایا کہ: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (دخولِ جنت سے) انکار کیا'' (بخاری)

نبی ﷺ کی اطاعت نہ کر کے، دین میں نئے نئے کام اپنی مرضی سے داخل کر کے اُنھیں اپنی ٹھیکیداری منوانے کے لئے کرنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ ملاحظہ فرمایئے:

قیامت کے روز بدعتی حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے اور قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ بدعتیوں سے شدید اظہارِ بیزاری فرمائینگے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے:۔

((عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ

یَظْمَأُ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَاتَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي))

(صحیح بخاری ومسلم)

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہونگا جو وہاں آئے گا پانی پیئے گا، جس نے ایک بار پی لیا اُسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ بعض ایسے لوگ بھی آئینگے جنہیں میں پہچانونگا (اور سمجھونگا کہ یہ میرے اُمتی ہیں) اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے (کہ میں اُن کا رسول ہوں)۔ پھر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہونگا یہ تو میرے اُمتی ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا'' (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ نہیں جانتے آپ کے بعد اِن لوگوں نے کیسی کیسی بدعتیں رائج کیں؟'' پھر میں کہوں گا: ''دوری ہو، دوری ہو، ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا''۔

لٰہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی نبی یا ولی، محدّث یا فقیہہ، امام یا عالم کی اُتباع کا تصوّر بھی سراسر گمراہی ہے۔ اور ایسے عمل کو بارگاہِ الٰہی یا دربارِ نبوت میں کوئی مقام بھی حاصل نہیں ہے۔

وضاحت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔ انکا تورات کے اوراق کا پڑھنا۔ (احمد وبیہقی)

یاد رکھیں کہ ایسی بات یا عمل جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو حدیث یا سنّت کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی سزا جہنم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جان بوجھ کر کوئی جھوٹ میری جانب منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''

(اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

اور نبی اکرم صلعم کا ارشاد ہے:

((اَلَا إِنِّيْ أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ))

''مسلمانو! آگاہ رہو میں قرآن دیا گیا ہوں اور اس کے ساتھ اُسی درجے کی ایک اور چیز (یعنی حدیث) بھی دیا گیا ہوں'' (ابوداؤد)

سابق میں مذکور اِن ہی وجوہات کی بنا پر تمام ائمہ کرام نے اپنے اقوال اور آراء کو ترک کر کے سنت پر عمل کرنے کا حُکم دیا ہے۔ غرض اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان لازم مُلزوم ہیں۔ اطاعت ہے تو ایمان بھی ہے اطاعت نہیں تو ایمان بھی نہیں۔

عقائد اور اعمال میں تمام تر بگاڑ کتاب وسنت کو نظر انداز کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا تمام باطل عقائد اور اعمال سے محفوظ رہنے کا واحد یقینی راستہ ہے۔ جو حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تاکیدی سنت کو فروعی مسئلہ سمجھکر حدیثیں ٹھکراتے آرہے ہیں اُنھیں چاہیے کہ اپنے ایمان کی خیر منائیں اور اوپر لکھی ہوئی حدیثوں کی روشنی میں اپنا ٹھکانہ پہچان لیں۔

عقیدۂ توحید اور دیوبندیت

''انسان کا اپنا کوئی ارادہ ہے نہ اختیار'' اس نظریئے نے اہلِ تصوّف کے نزدیک نیکی اور بُرائی حلال اور حرام، اطاعت اور نافرمانی، ثواب وعذاب، جزاء وسزا کا تصور ہی ختم کردیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر صوفیاء حضرات نے اپنی تحریروں میں جنّت اور دوزخ کا تمسخر اور مذاق اُڑایا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء اپنے ملفوظات فوائد الفواد میں فرماتے ہیں:
''قیامت کے روز حضرت معروف کرخی کو حکم ہوگا بہشت میں چلو'، وہ کہیں گے: ''میں نہیں جاتا میں نے تیری بہشت کے لئے عبادت نہیں کی تھی'' چنانچہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ انہیں نور کی زنجیروں میں جکڑ کر کھینچتے کھینچتے بہشت میں لے جاؤ (تعجب ہے کہ جنت میں بھی زنجیریں؟)

حضرت رابعہ بصری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک روز دائیں ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور بائیں ہاتھ میں آگ کا انگارہ لیا اور فرمایا یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے، اس جنت کو جہنم پر انڈیلتی ہوں تاکہ نہ رہے جنت نہ رہے جہنم اور لوگ خالص اللہ کی عبادت کریں۔ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

صوفیاء کرام، وحدت الوجود اور حلول کے قائل ہونے کی وجہ سے خدائی اختیارات رکھتے ہیں، اس لیئے زندوں کو مار سکتے ہیں، مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ ہوا میں اڑ سکتے ہیں، قسمتیں بدل سکتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ ''ایک دفعہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے مرغی کا سالن کھا کر ہڈیاں ایک طرف رکھ دیں، ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: (؟ کیا فرمایا) ((قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) تو وہ مرغی زندہ ہوگئی۔ (سیرت غوث صفحہ ۱۹۱)''

آج کے دور میں لوگ خواہ مخواہ کروڑوں ڈالر خرچ کر کے ڈائنا صور کو ہی زندہ کروا کے اُسکی تاریخی حیثیت جانی جاسکتی ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ یقیناً لوگ ڈائنا صور کو چھوڑ کر ہمارے اولیاء کرام کی تلاش شروع کر دیں گے۔

۲۔ ''ایک گویئے کی قبر پر پیرانِ پیر نے فرمایا: (؟ کیا فرمایا) ((قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) (کھلا کفر) کہا قبر پھٹی اور مردہ گاتا ہوا نکل آیا'' (تفریح الخاطر صفحہ ۱۹) واہ پیر صاحب نے زندہ بھی کیا تو ایک کنجر اور میراثی کو تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر سکے۔

کہا گیا تا کہ ڈوبتی امت کو بچالے؟

۳۔ ''خواجہ ابو اسحاق چشتی جب سفر کا ارادہ فرماتے تو دوسو آدمیوں کے ساتھ آنکھ بند کر فوراً منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے''۔ (تاریخ مشائخ چشت از مولانا زکریا صفحہ ۱۹۲) اگران دوسو آدمیوں یا خواجہ صاحب کی آل موجود ہو تو آج بھی لوگوں کو پاسپورٹ اور ایئرلائینوں کے جھنجٹ سے نجات دِلا سکتی ہے۔

۴۔ ''سیّد مودود چشتی کی وفات ۹۷ سال کی عمر میں ہوئی آپ کی نمازِ جنازہ اوّل رجال الغیب (فوت شدہ بزرگ) نے پڑھی پھر عام آدمیوں نے، اس کے بعد جنازہ خود بخود اُڑنے لگا اس کرامت سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا''۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۶۰) (مزہ آگیا، ایسا جنازہ آج مل جائے تو پورا یورپ اسلام قبول کر لے مولویوں کی جان چھوٹی تبلیغ سے)

۵۔ ''خواجہ عثمان ہارونی نے وضو کا دوگانہ ادا کیا اور ایک کمسن بچے کو گود میں لے کر آگ میں چلے گئے اور دو گھنٹے اس میں رہے آگ نے دونوں پر کوئی اثر نہ کیا اس پر بہت سے آتش پرست مسلمان ہو گئے''۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۲۴) اچھا ہوا جو کہ خواجہ صاحب آج موجود نہیں ورنہ فائر بریگیڈ کمپنیاں اِنکے حصول کیلئے آپس میں دنگا فساد کرتیں کہ اِن سے کون خدمات لے)

۶۔ ''ایک عورت خواجہ فریدالدین گنج شکر کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا بادشاہ نے میرے بے گناہ بچے کو تختہ دار پر لٹکوادیا ہے چنانچہ آپ اصحاب سمیت وہاں پہنچے اور کہا ''الٰہی اگر یہ بے گناہ ہے تو اسے زندہ کردے'' لڑکا زندہ ہو گیا اور ساتھ چلنے لگا یہ کرامت دیکھ کر (ایک) ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ (اسرار الاولیاء صفحہ ۱۱۱-۱۱۰) بڑا اچھا موقع ہے گجرات اور احمد آباد کے فساد میں ہلاک ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو زندہ کر کے پورا ہندوستان مسلمان کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ ''ایک شخص نے بارگاہ غوثیہ میں لڑکے کی درخواست کی آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اتفاق سے لڑکی پیدا ہوگئی آپ نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو جب گھر آیا تو اسے لڑکی کی بجائے لڑکا پایا'' (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۷) سنا ہے مشہورِ زمانہ سنگر مائیکل جیکسن اپنی جنس تبدیل کروانا چاہتا ہے۔ لہذا اسکے لیئے اعلان ہے کہ علماء دیوبند کیطرف متوجہ ہو۔

۸۔ ''پیران پیر غوث اعظم مدینہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد آرہے تھے راستے میں ایک چور ملا جو لوٹنا چاہتا تھا، جب چور کو علم ہوا کہ آپ غوث اعظم ہیں تو قدموں پر گر پڑا اور زبان پر''**یا سیدی عبدالقادر شیئاً لِلّٰہ**'' جاری ہوگیا آپ کو اس کی حالت پر رحم آگیا اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے غیب سے ندا آئی ''چور کو ہدایت کی رہنمائی کرتے ہو قطب بنادو چنانچہ آپ کی ایک نگاہ فیض سے وہ قطب کے درجہ پر فائز ہوگیا''۔ (سیرت غوثیہ صفحہ ۶۴۰) عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دینی کتب خشک ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں لوگوں کی طبیعتِ لطائف کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

۹۔ ''میاں اسماعیل لاہوری المعروف میاں کلاں نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت جب نگاہ کرم ڈالی تو دائیں طرف کے مقتدی سب کے سب حافظِ قرآن بن گئے اور بائیں طرف کے ناظرہ پڑھنے والے'' (حدیقہ الاولیاء صفحہ ۱۷۶) یہ وضاحت مطلوب ہے کہ جو پہلے سے حافظ اور ناظرہ پڑھنے والے تھے وہ کیا بنے؟

۱۰۔ خواجہ علاؤالدین صابر کلیری کو خواجہ فرید الدین گنج شکر نے کلیر بھیجا۔ ایک روز خواجہ صاحب امام کے مصلے پر بیٹھ گئے لوگوں نے منع کیا تو فرمایا ''قطب کا رتبہ قاضی سے بڑھ کر ہے'' لوگوں نے زبردستی مصلی سے اُٹھا دیا حضرت کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیئے جگہ نہ ملی تو مسجد کو مخاطب کر کے فرمایا: ''لوگ سجدہ کرتے ہیں تو بھی سجدہ کر'' ۔ یہ بات سنتے ہی مسجد مع چھت اور دیوار کے لوگوں پر گر پڑی اور سب لوگ ہلاک ہوگئے۔

(حدیقہ الاولیاء صفحہ ۷۰) واہ مسلمانوں کا ہادی بھی اور قاتل بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو کبھی بھی غصہ میں دشمن تک کو قتل نہ کروایا۔

اَحناف کے عقائد پر ایک نظر

۱۱۔ صوفی عفیفُ الدّین تِلمسانی: ''قرآن میں توحید ہے کہاں؟ وہ تو پورے کا پورا شرک سے بھرا ہوا ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ (امام ابن یتمیہ از کوکن عمری صفحہ ۳۲۱)۔

(یقیناً ہدایت تو علماء دیوبند کے تبلیغی نصاب ہی میں ہے)۔

۱۲۔ جناب بایزید بسطامی: حدیث شریف کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں کہ: ''تم (اہل شریعت) نے اپنا علم فوت شدہ لوگوں یعنی محدّثین سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اسی ذات سے حاصل کیا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے (یعنی براہِ راست اللہ تعالیٰ سے) ہم لوگ کہتے ہیں:

(حالانکہ ایسا صحابہؓ رضی اللہ عنہم بھی نہ کر سکے، تو پھر بڑا کون ہوا؟)

((حَدَّثَنِیْ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّیْ)) ''میرے دل نے میرے رب سے روایت کیا''۔

امام ابن الجوزی اس باطل دعویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس نے بھی اس طرح کا دعویٰ کیا اُس نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے۔ پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے''

۱۳۔ حضرت بایزید بسطامی: تیس سال تک شام کے جنگلوں میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے ایک سال آپ حج کو گئے تو ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے تھے یہاں تک کے بارہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے۔ (صوفیاء نقشبندی صفحہ ۸۹) (کیا یہ عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے؟)

۱۴۔ پیران پیر (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) پندرہ سال تک نمازِ عشاء کے بعد اور طلوع صبح سے پہلے ایک قرآنِ شریف ختم کرتے، آپ نے یہ سارے قرآن پاک ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر ختم کیئے۔ نیز خود فرماتے ہیں۔ ''میں پچیس (۲۵) سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا پھرتا رہا ایک سال تک ساگ، گھاس اور پھینکی ہوئی چیزوں پر گزارہ کرتا رہا اور پانی مطلقا نہ پیا پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارہ رہا پھر ایک سال نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا'' (فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں) (غوث الثقلین صفحہ ۸۳)۔

۱۵۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری: کثیر المجاہدہ تھے۔ ستر (۷۰) برس تک رات بھر نہیں سوئے۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۵۵)۔ (تو پھر سوتے کب تھے؟ کیونکہ نبی ﷺ نے سونا اپنی سنت میں بتایا ہے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے پر وعید ہے۔)

۱۶۔ حضرت فرید الدّین گنج شکر نے چالیس روز کنوئیں میں بیٹھ کر چلہ کشی کی۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۷۸)۔

۱۷۔ حضرت جنید بغدادی کامل تیس (۳۰) سال تک عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اللہ اللہ کرتے رہے۔ (اللہ نے تو فرمایا ہے کہ جب نماز عبادات میں آؤ تو عجز اختیار کرو جیسے فرمایا (البقر: ۲۳۸) ''((وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ))'' اب یہ حالتِ عجز وانکساری ہے یا توحینِ الٰہی؟)

۱۸۔ خواجہ محمد چشتی نے اپنے مکان میں ایک گہرا کنواں کھدوا رکھا تھا جس میں اُلٹے لٹک کر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۴۶) (قارئین اللہ کو گواہ بنا کر انصاف فرمائیں کہ یہ انسانوں کا فعل ہے یا۔۔۔۔۔)۔

۱۹۔ حضرت مُلاّ شاہ قادری فرمایا کرتے ''تمام عمر ہم کو غسلِ جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل، نکاح اور نیند سے متعلق ہیں ہم نے نہ نکاح کیا

ہےاور نہ سوتے ہیں۔ (حالانکہ حدیث شریف کے ایک معروف واقعہ میں نبی صلعم نے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کو تین کام ترک کرنے پر سخت وعید سنائی ایک تو نیند نہ کرنا، دوسرا نکاح نہ کرنا اور تیسرا ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی۔ اب ملاّ صاحب کا فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے (حدیقتہ الاولیاء صفحہ ۵۷)

یہ سارے طریقے کتاب وسنت سے جس قدر دور ہیں اُسی قدر ہندو مذہب کی عبادت وریاضت سے قریب ہیں۔ صوفی مذہب اور ہندو مذہب میں کس قدر ناقابل یقین حد تک یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں کیونکہ آپ خود بھی اُنکے درمیان ہی تو پلے بڑھے ہیں۔

افکار ونظریات تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کے منجھے ہوئے کھلاڑی سیدھے سادھے مسلمانوں کو پھانس کر وہ افکار و نظریات جو قطعاً غیر اسلامی ہیں ان مسلمانوں کے ذہنوں میں راسخ کر دیتے ہیں جنہیں وہ خالص اسلامی نقطۂ نظر سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ اور چونکہ اِن پر قرآن وحدیث اور دیگر علماء کی کتابیں پڑھنے پر پابندی ہوتی ہے لہذا وہ ساری عمر سچائی کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اِن کتابوں سے لئے گئے چند غیر اسلامی نظریات کو آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں پڑھکر آپ خود فیصلہ کر لیں۔ اگر میں اِن کی وضاحت کرنے جاؤں تو یہ خط کہیں سے کہیں پہنچ جائیگا۔

۱۔ قرآن کی تلاوت سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔

۲۔ قابلِ اتباع صحابہ کرام نہیں صوفیاء ہیں۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں۔

۴۔ اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔